بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

چاہے ہمیں یہ مسلمان کہیں یا غیر مسلم کہیں یا جو بھی یہ نام لیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی حقیقی مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام کے کہنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 08-اپریل 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ یہ مضمون بیان فرمارہے تھے کہ ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں کہ ہمارے کام ہمارے عمل ہمارے فیصلے قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اس طرح اگر کسی معاملے کی قرآن سے اور حدیث سے وضاحت نہ ملے جس پہ انسان غور کرتا ہے تو پھر کس طرح ان کاموں کو انجام دیا جائے اس کے لئے یہ ہے کہ پرانے علماء جو گزرے ہیں ان کے قول اور ان کے فیصلوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ ہمیں اپنے مسائل کے فیصلے کس طرح کرنے چاہئیں کہاں سے رہنمائی لینی چاہئے تو آپ علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ ہمارا طریق یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کیا جائے اور جب قرآن کریم میں کوئی بات نہ ملے تو پھر اسے حدیث میں تلاش کیا جائے اور جب حدیث سے بھی کوئی بات نہ ملے تو پھر استدلال امت کے مطابق فیصلہ کیا جائے یا امت میں جو فیصلے ہوئے ہیں اور جو دلیلیں دی گئی ہیں اس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔ یہاں یہ بھی واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سنت حدیث سے اوپر ہے اس لئے جو باتیں سنت سے ثابت ہیں بہر حال ان پر تو عمل ہونا ہی ہے اس کے بعد پھر حدیث کا نمبر آتا ہے۔ سنت وہی ہے جو کام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھا دیا اور آگے صحابہ نے اس سے سیکھا پھر صحابہ سے تابعین نے سیکھا پھر تبع تابعین نے سیکھا اور پھر یہ امت میں جاری ہوا۔ بہر حال حضرت مصلح موعود اس مضمون کو بیان فرمارہے ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں پر نظر رکھنی چاہئے کہ ہم وہی کام کریں جس کی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اجازت دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کو بعض دفعہ نیکی سر پہ سوار ہو جاتی ہے اس حد تک اس میں آگے بڑھ جاتے ہیں کہ غلو سے کام لینے لگ جاتے ہیں اپنی جان کو مصیبت میں ڈال لیتے ہیں یا اپنے پر ظلم کرتے ہیں یا بعض ایسے لوگ ہیں اور بلکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو سرسری لیتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی طرف جس طرح توجہ کرنی چاہئے وہ توجہ نہیں کرتے۔ پس یہ دونوں قسم کے لوگ ہیں جو افراط اور تفریط سے کام لیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے باہر نکلتے ہیں۔ نیکی میں بڑھنے والوں کی بھی بعض مثالیں ہوتی ہیں ایک عورت کی مثال آپ نے دی جو ناجائز طور پر نیکی کے نام پر ایک کام کرنا چاہتی تھی جو اصل میں نیکی نہیں ہے کیونکہ خدا اور اس کے رسول نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اس واقعہ میں جو میں بیان کروں گا ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بعض دفعہ اپنی خوابوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں حالانکہ ان کا وہ مقام نہیں ہوتا کہ یہ کہا جائے کہ ان کی ہر خواب سچی ہے اور اس کا کوئی مطلب ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آج ایک عورت ہمارے ہاں آئی اس کے دماغ میں کچھ نقص ہے۔ کہنے لگی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور آپ نے فرمایا کہ اگر تم چھ مہینے متواتر روزے رکھو تو خلیفۃ المسیح کو صحت ہو جائے گی۔ حضرت مصلح موعود کی بیماری کے دنوں کی بات ہے شروع میں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں میں نے کہا کہ تیری خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی اپنے الہاموں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی الہام قرآن اور سنت کے خلاف ہو تو میں اسے بلغم کی طرح پھینک دوں گلے سے صاف کر کے نکال کے پھینک دوں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ

والسلام اپنی وحی کو قرآن کریم اور سنت کے اتنا مطابق کرتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی خواب آپ کے احکام کے مطابق کرنی پڑے گی۔ پس جب خواب ایسی ہو جو قرآن کریم یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ اور سنت کے خلاف ہو وہ بہر حال ردّ کرنے کے قابل سمجھی جائے گی کیونکہ نہ تو قرآن کریم کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ سنت کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ صحیح حدیث کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے۔

پس خوابوں کو بنیاد بنانا کسی بات کے متعلق چاہے وہ نیکی کی بات ہی ہو اور اپنے آپ کو ایسی تکلیف میں ڈالنا جس کی طاقت نہ ہو یہ چیز غلط ہے نہ صرف غلط ہے بلکہ غیر صالح عمل ہے اور بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے۔ ہاں جن کو اللہ تعالیٰ نے مامور من اللہ کے طور پر کھڑا کرنا ہو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک بالکل مختلف ہوتا ہے وہ عام لوگوں میں سے نہیں ہوتے۔ ان کا کسی عام فرد سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس واقعہ سے شاید کسی کو یہ بھی خیال ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ ماہ کے روزے رکھے تھے تو اس کے متعلق ایک تو واضح ہو کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے نبوت کے مقام پر کھڑا کرنا تھا دوسرے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے اور اس ضمن میں کیا نصیحت فرمائی ہے ہمیں وہ پیش کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں ہر ایک کو صلاح نہیں دیتا کہ وہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ یاد رہے کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ سے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا اور پھر اس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑ دیا۔ پس آپ کو یہ خدا تعالیٰ نے مقام دینا تھا اس کی وجہ سے اجازت ہوئی پھر اس پر آپ نے عمل نہیں کیا اس کے بعد کبھی۔ کبھی کبھی فرمایا کہ میں روزے رکھ لیتا تھا نیز دوسروں کو بھی اپنے ماننے والوں کو بھی اس طرح کرنے سے منع فرمایا آپ نے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ نے آ کر ایک جماعت بنا کر ایک فساد پیدا کر دیا اور مسلمانوں میں بقول آپ کے آپ نے ایک تہتر واں فرقہ بنا دیا۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ تفرقے کم کئے جاتے یہ الٹا ایک زائد فرقہ بنا کر مزید تفرقہ ڈال دیا تو یہ باتیں یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء کی بعثت کے وقت یہ باتیں کہی جاتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہی الزام مکہ والے لگاتے تھے کہ بھائی بھائی کو جدا کر دیا ہمیں آپس میں پھاڑ دیا تفرقے پیدا کر دیئے دشمنیاں پیدا کر دیں حالانکہ فساد کی حالت تو ان میں پہلے سے تھی اور یہی حال آجکل کے مسلمانوں کا ہے تھا اور اب بھی ہے کہ فساد کی حالت ان میں موجود ہے۔ نبی تو اللہ تعالیٰ اس لئے بھیجتا ہے کہ فساد کی حالت کو دور کرے اور ایک ہاتھ پر جمع ہو کر یہ لوگ ایک بننے وحدت بننے کی کوشش کریں۔ پس جو ایمان لاتے ہیں وہ امن میں آتے ہیں ایک وحدت بن جاتے ہیں فسادوں سے دور ہٹ جاتے ہیں اور دوسرے جو ہیں مخالفین جو ہیں وہ فسادوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اب ہمارے خلاف چاہے جتنے مرضی مخالفین مخالفت کرتے رہیں اکٹھے ہو کے لیکن آپس میں پھر بھی یہ لوگ پھٹے ہوئے ہیں دل ان کے پھٹے ہوئے ہیں ایک نہیں ہیں آپس میں پھر سر پھٹول ان کی ہوتی رہتی ہے تو بہر حال اور جب تک یہ نہیں مانیں گے امام کو یہ اسی طرح ہوتا رہے گا چاہے ہمیں یہ مسلمان کہیں یا غیر مسلم کہیں یا جو بھی یہ نام لیں لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی حقیقی مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام کے کہنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ حضرت مصلح موعود انہی فسادوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ ایک دوست نے سنایا کہ ایک مرتبہ ایک اہل حدیث حنفیوں کی مسجد میں ان کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ رہا تھا۔ التحیات میں اس نے انگلی اٹھالی تشہد کے وقت اس کا انگلی اٹھانا تھا کہ تمام مقتدی نمازیں توڑ کر اس پر ٹوٹ پڑے اور حرامی حرامی کہنا شروع کر دیا۔ یعنی ان کا حنفیوں میں سے ایک عقیدہ ہے کہ انگلی تشہد پہ نہیں اٹھاتے۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں نماز توڑنا کتنا جرم ہے نماز توڑ کر اس کی انگلی کو ہی دیکھ رہے تھے نماز توڑ کر اس کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔ تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ فساد حضرت مسیح موعود کے آنے سے پہلے ہی تھے مسیح موعود نے تو آ کر اصلاح کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اسی تفرقے کے متعلق سوال کیا کہ آپ نے آ کے مزید تفرقہ ڈال دیا اور پہلے ہی اتنا فساد پھیلا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ اپنا اچھا دودھ سنبھالنے کے لئے دہی کے ساتھ ملا کر رکھتے ہیں یا علیحدہ۔ دودھ کو اگر سنبھالنا ہو تو دہی سے علیحدہ رکھتے ہیں کیونکہ اس کی کہیں چھینٹا وغیرہ نہ پڑ جائے اس پے کیونکہ دودھ اس سے خراب ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دہی کے ساتھ اچھا دودھ ایک منٹ

بھی اچھا نہیں رہ سکتا۔ پس فرستادے جماعت کا فرستادہ جماعت کا درماندہ جماعت سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا یہ جوفرقہ بنایا یا علیحدہ جماعت قائم کی یہ ایک فرستادے کی جماعت ہے اور اس کا ان لوگوں سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا جو بگڑے ہوئے ہیں جس طرح بیمار سے پرہیز نہ ہو تو تندرست بھی ساتھ گرفتار ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ روحانی بیماروں سے فرستادہ جماعت کو علیحدہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا۔ یعنی بچاؤ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جانوں کو آگ سے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروا گر دوسرے غیر احمدی سے بیاہی گئی تو خاوند کی وجہ سے یقیناً وہ احمدیت سے دور ہو جائیگی یا کڑھ کڑھ کر مر جائے گی۔ اگر دور نہیں ہو گی تو کیونکہ پس یہی ہوتا ہے کہ گھروں میں جا کے پھر اس پر سختیاں ہوتی ہیں۔

پس اگر غیروں میں رشتہ نہیں اگر ہم کرتے احمدی جو الزام لگایا جاتا ہے بڑا تو یہ تفرقے نہیں ہیں بلکہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش ہے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش ہے لیکن یہ خیال اسے ہی آ سکتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی روح کو سمجھے اور اس میں لڑکے بھی شامل ہیں وہ احمدی لڑکے جو احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر غیروں سے شادی کرتے ہیں۔ پس لڑکوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر اپنے آپ کو وہ احمدی کہلواتے ہیں اور حقیقی احمدی سمجھتے ہیں تو پھر صرف ذاتی خواہشات کو نہ دیکھیں اور احمدی لڑکیوں سے شادیاں کریں جب شادی کا وقت آئے۔ اپنی دنیاوی خواہشات پر اپنی اگلی نسل اور دین کو ترجیح دیں ورنہ نسلیں صرف لڑکیوں کے غیروں میں آنے سے برباد نہیں ہوتیں بلکہ لڑکوں کے غیروں میں شادیاں کرنے سے بھی برباد ہوتی ہیں۔ ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ احمدی صرف معاشرتی دباؤ یا رشتہ داری کی وجہ سے احمدی نہ ہو بلکہ دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں۔ اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرتے رہیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں بیاہی جائیں گی۔ پس لڑکوں کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اب بھی اس بارے میں احتیاط نہ کی گئی۔ اس طرف بہت زیادہ رجحان ہونے لگ گیا ہے اب تو پھر آئندہ مزید یہ رجحان بڑھتا چلا جائے گا اور پھر نسل میں احمدیت نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ کسی پر خاص اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق تجویز کی تھی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام ایک رجسٹر پر لکھے جائیں اور آپ نے یہ رجسٹر کسی شخص کی تحریک پر کھلوایا تھا۔ اس نے عرض کیا تھا کہ حضور شادیوں میں سخت دقت ہوتی ہے آپ کہتے ہیں کہ غیروں سے تعلق پیدا نہ کرو اپنی جماعت متفرق ہے۔ اب کریں تو کیا کریں؟ ایک ایسا رجسٹر ہو جس میں ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں جن کے رشتہ نہیں ہوئے ہوئے تا رشتوں میں آسانی ہو۔ اسی شخص کی جس نے یہ تجویز پیش کی تھی ایک لڑکی تھی۔ جب ایک رشتہ آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کے گھر رشتہ بھجوا دیا لیکن اس نے نہایت غیر معقول عذر کر کے رشتے سے انکار کر دیا اور لڑکی کہیں غیر احمدیوں میں بیاہ دی۔ جب حضرت صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ آج سے میں شادیوں کے معاملے میں دخل نہیں دوں گا اور اس طرح یہ تجویز رہ گئی لیکن اگر اس وقت یہ بات چل جاتی تو آج احمدیوں کو وہ تکلیف نہ ہوتی جو اب ہو رہی ہے۔ بعض دفعہ ایک انکار جو ہے نبی کے سامنے مستقل ابتلاء بن جاتا ہے جماعت کے لئے پھر۔ وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی انا میں آ کر بعض دفعہ اچھے بھلے احمدی رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں جبکہ لڑکیاں بھی راضی ہوتی ہیں لڑکے بھی راضی ہوتے ہیں بلکہ بعض جگہ میں نے بھی کہا کہ رشتہ کر لو لیکن اَنا کی وجہ سے انکار کیا۔ بہرحال اگر ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا تو اب میری بات کا انکار کرنا تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے لیکن پھر ایسوں کے انجام بھی بڑے بھیانک ہو جاتے ہیں۔ پس اگر احمدی لڑکے اور لڑکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ماں باپ کو بھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ذاتوں اور اَناؤں کے چکر میں نہیں آنا چاہئے۔ بیاہ شادی کے بارے میں ایک یہ مسئلہ بھی واضح ہونا چاہئے لڑکیوں پر بھی کہ باوجود اس کے کہ لڑکی کی پسند بھی رشتے میں شامل ہونی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند کو قائم فرمایا ہے کہ لڑکی کی مرضی شامل ہو لیکن اسلام اس بات کی پابندی بھی ضرور کرواتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ سوائے ان مستثنیات کے جن کا استثنا خود شریعت نے رکھا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا یہ شریعت کے خلاف فعل ہے کہ محض لڑکی کی رضامندی دیکھ کر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا جائے۔ پس جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نہ ہی ماں باپ کو اتنی سختی بلاوجہ کرنی چاہئے کہ جھوٹی غیرت کے نام پر رشتہ نہ کریں بغیر کسی جائز وجہ کے اور قتل تک ظالمانہ فعل کرنے والے بن جائیں اور نہ ہی

لڑکیوں کو اسلام اجازت دیتا ہے کہ خود ہی گھر سے جا کر عدالتوں میں یا کسی مولوی کے پاس جا کے شادی کر لیں یا نکاح پڑھوا لیں۔ اگر بعض مجبوری کے حالات ہیں تو لڑکیاں بھی خلیفہ وقت کو لکھ سکتی ہیں جو حالات کے مطابق پھر جو بھی معروف فیصلہ ہو گا وہ کرے گا۔

پس اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اصول کو سامنے رکھیں گی اور لڑکے بھی سامنے رکھیں گے تو خدا تعالیٰ بھی پھر فضل فرمائے گا۔ ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ ذکر الٰہی کے لئے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اس سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے لا کر غور کیا جائے اور ان صفات کے ذریعہ سے ذاتی تعلق بڑھایا جائے پھر۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا صحیح ادراک تبھی حاصل ہوتا ہے اور یہ عام قانون قدرت ہے کہ دنیاوی ظاہری تعلق اور محبت پیدا کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ یا تو جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی قربت ہو یا اس کی کم از کم کوئی اس کا نقشہ اس کی تصویر کوئی سامنے ہوتا کہ پسند اور تعلق کا اظہار ہو۔ اس بات کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ محبت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو اور یا اس کی تصویر سامنے ہو مثلاً اسلام نے یہ کہا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں آج کے زمانے میں رشتہ والے کہتے ہیں جی تصویریں بھیجنی۔ فرمایا کہ اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب تم شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو وہاں آجکل کے زمانے میں اس زمانے میں بھی تصویر دیکھی جا سکتی تھی اب بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

اب ایک واقعہ غیر از جماعت مولویوں کا بیان کرتا ہوں جو لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کس طرح ان کے دلوں میں بغض اور کینہ بھرنے کی کوشش کرتے تھے ورغلاتے تھے۔ کس طرح جھوٹ بولتے تھے اور بولتے ہیں اب بھی اور آپ پہ کیسے کیسے الزام لگائے جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ساحر کہتے تھے یہ لوگ جادوگر۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دوست نے سنایا کہ فیروز پور کے علاقے میں ایک مولوی تقریر کر رہا تھا کہ احمدیوں کی کتابیں بالکل نہیں پڑھنی چاہئیں اور قادیان میں ہرگز نہیں جانا چاہئے اور اس کذاب نے لوگوں کو اپنا ایک من گھڑت واقعہ بھی اپنی بات کی تائید میں سنا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی بعض دفعہ موقع پر ہی ان کے جھوٹ کھول دیتا ہے چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا اسی مجلس میں ایک غیر احمدی وکیل بھی بیٹھے ہوئے تھے لیکن شریف النفس تھے غیر احمدی تھے جو کسی زمانے میں یہاں حضرت خلیفہ اول کے پاس علاج کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں احمدی نہیں ہوں مگر میں علاج کے لئے خود وہاں ہو کر آیا ہوں اور وہاں رہا ہوں مولوی نے جتنی بھی باتیں کی ہیں یہ سب غلط ہیں۔ تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اب بھی ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ یہاں جادو ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اس جماعت میں داخل ہوتے ہیں ان کو ماریں پڑتی ہیں گالیاں دی جاتی ہیں بے عزت کیا جاتا ہے ان کو مالی نقصان پہنچایا جاتا ہے پھر بھی یہ فدائی رہتے ہیں اور احمدیت کو نہیں چھوڑتے وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو مار پیٹ گالی گلوچ اور نقصانات کی وجہ سے ڈر جانا چاہئے مگر ان پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا یقیناً کوئی جادو ہوتا ہے اس لئے یہ اس طرح اپنے ایمان پہ قائم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان جھوٹے مولویوں سے بھی امت کو بچائے اور لوگوں کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے مکرمہ سکینہ ناہید بنت مکرم محمد دین صاحب مرحوم اور مکرم شوکت غنی صاحب شہید ابن قاضی عبدالغنی صاحب کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

☆☆☆

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 08 April 2016

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar, Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB